بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نشان صداقت

Respected brother Abdul Ghaffar Jambah,

Assalam o Alaikum WW

I wish to draw your attention to the recent article in Urdu written by A.k. Sheikh on www.ahmedi.org, titled "Kia Mehdi aur Masih Maud kaa tasawwar Qurani hai". In his article Sheikh Sahib stresses that Quran does not speak about any Mahdi or Masih after The Last Prophet Hazrat Mohammad Rasool-Allah SAW, but only in Ahadith. His point is that any hadith that comply with Quran is not authentic and has to be rejected. He therefore rejects the claim of Hazrat Mirza Ghulam Ahmed Qadiani R A as Mahdi and Masih. In this age besides Mirza Mahmud Ahmed as his physical son and claiment of Musleh Maud, you also claim to be a Musleh Maud, a Mu'mur appointed by Allah SWT. Now it becomes your duty to defend on the same website about the Status of Hazrat Masih Maud AS. Though Ansar Raza of Toronto also tried to defend but he could not provide any evidence from Quran to support the claim of Hazrat Sahib. I fully hope you being the true Janasheen of Hazrat Masih Maud AS and being a Musleh Maud shall defend him and clear him against the Charge levied by Sheikh Sahib,

May Allah SWThelp you in your Mission and be with you. Regards tp all your family members,

Wassalam Mushtaq A Malik

کیا امام مہدی اور مسیح موعود کا تصور قرآنی ہے؟

﴿علم الغیب فلا یظھر علی غیبه احدًا O الا من ارتضی من رسولٍ فانه یسلک من بین یدیه و من خلفه رصدًا O﴾

ترجمہ۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوا اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کرلے تو بیشک اسکے بھی آگے پیچھے پہریدار مقرر کردیتا ہے

(سورۃ الجن آیات۔ ۲۷، ۲۸)

محترم اے کے شیخ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

آنجناب کا مضمون بعنوان کیا امام مہدی اور مسیح موعود کا تصور قرآنی ہے؟ نظر سے گزرا۔ آپ نے یہ ساری دوڑ دھوپ حضرت مرزا صاحبؑ کی سچائی کو جھٹلانے کیلئے کی ہے۔ آپکے سوال کو ہم بالفاظ دیگر اس طرح بیان کرسکتے ہیں کہ کیا امام مہدی اور مسیح موعود کی پیشگوئی قرآن مجید میں پائی جاتی ہے؟ آپ کو یاد رہے کہ پیشگوئیوں کے سلسلہ میں قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ ان میں بعض امور کا اخفا اور بعض کا اظہار ہوتا ہے۔ اور ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے کہ من کل الوجوہ اظہار ہی ہو۔ پیشگوئی میں خلق اللہ کی آزمائش بھی مقدر ہوتی ہے اور اکثر پیشگوئیاں یضل به کثیرًا و یھدی به کثیرًا کا مصداق ہوتی ہیں۔ توریت میں ہمارے پیارے نبی ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی ہے وہ بہت واضح اور صاف نہیں اور اس میں بھی مخالف لوگوں کیلئے کج بحثی کیلئے بہت گنجائش ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کرنی ضروری ہوتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئی کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔ توریت اور انجیل میں جب آپ ﷺ کے متعلق پیشگوئی بھی واضح نہیں تو پھر آپ اور کس کی بات کرتے ہیں؟ امام مہدی اور مسیح موعود کے تصورات کا بھی یہی حال ہے۔ حضرت مہدیؑ فرماتے ہیں۔

﴿ابتلاؤں اور امتحانوں کا آنا ضروری ہے۔ بغیر اسکے کشف حقائق نہیں ہوتا۔ یہودی قوم کیلئے یہ ابتلاء جو مسیحؑ کی آمد تھا۔ بہت ہی بڑا تھا۔ اور جب کبھی خدا تعالی کی طرف سے کوئی

مامور ہوتا ہے ضرور ہے کہ وہ ابتلاؤں کو لیکر آوے۔ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی توریت میں مثیل موسی والی موجود ہے۔ لیکن کیا کہنے والے نہیں کہتے کہ کیوں اللہ تعالی نے پورا نام لیکر نہ بتایا اور سارا پتہ نہ دے دیا۔ کہ وہ عبداللہ کے گھر میں آمنہ کے پیٹ سے پیدا ہوگا اور اسماعیلی سلسلہ میں ہوگا۔ تیرے بھائیوں کا لفظ کیوں کہہ دیا؟ اصل بات یہ ہے کہ اگر ایسی ہی صراحت سے بتا دیا جاتا تو پھر ایمان ایمان نہ رہتا۔ دیکھو اگر ایک شخص پہلی رات کا چاند دیکھ کر بتا دے تو وہ تیز نظر کہلا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی چودھویں کا چاند دیکھ کر کہدے کہ میں نے بھی چاند دیکھ لیا ہے۔ تو کیا لوگ اس پر ہنسیں گے نہیں؟ یہی حال خدا تعالی کے نبیوں اور رسولوں کی شناخت کے وقت ہوتا ہے۔ جو لوگ قرائن قویہ سے شناخت کر لیتے اور ایمان لے آتے ہیں۔ وہ اول المومنین ٹھہرتے ہیں۔ انکے مدارج اور مراتب بڑے ہوتے ہیں لیکن جب ان کا صدق آفتاب کی طرح کھل جاتا ہے اور انکی ترقی کا دریا بہہ نکلتا ہے تو پھر ماننے والے عوام الناس کہلاتے ہیں۔ ﴾ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۰)

حسن اتفاق سے آپ نے مضمون کے آغاز میں پیشگوئی مصلح موعود کا بھی ذکر کیا ہے۔ خاکسار پہلے اسی تناظر میں چند باتیں عرض کرتا ہے! ”شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات“۔ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالی سے خبر پا کر ایک مفصل الہامی پیشگوئی کا اعلان فرمایا تھا۔ اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالی نے حضرت مرزا صاحبؑ کو ایک لڑکے اور ایک زکی غلام کی بشارت سے نوازا تھا۔ ایک دوسری جگہ پر آپؑ نے موعود زکی غلام کو مصلح موعود کے نام سے یاد کیا ہے۔ یہ زکی غلام یا مصلح موعود آپؑ کا روحانی فرزند ہے ایسے ہی جیسے آپؑ آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ ایک صدی کے بعد اللہ تعالی نے پیشگوئی مصلح موعود کا الہامی، علمی اور قطعی ثبوت اس عاجز کے وجود میں لفظ بہ لفظ پورا کیا ہے۔ یہ خالی دعوی نہیں بلکہ الہامی پیشگوئی کی اس حقیقت کو کوئی بھی شخص اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں میری www.Alghulam.com ویب سائٹ پر دیکھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص الہامی پیشگوئی کی اس حقیقت کو جھٹلا کر دکھا دے تو خاکسار نے اس کیلئے ایک کثیر انعامی رقم کا وعدہ دیا ہے۔ لیکن اگر کوئی بھی شخص اس حقیقت کو جھٹلا نہ سکا تو پھر یہ پیشگوئی مصلح موعود ہی آپؑ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر گئی۔ کیا کمال ہے محمد عربی ﷺ کا کہ آپکی برکت سے ایک روحانی مردہ زندہ ہو گیا اور کیا شان ہے حضرت مرزا صاحبؑ کی کہ آپکی دعا ایک مذہبی اعتبار سے ان پڑھ کو مصلح موعود بنا گئی۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحبؑ کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھتے ہیں میرا ان سے یہ سوال ہے کہ یہ کیسے ممکن ہو گیا کہ اللہ تعالی نے ایک صدی قبل یعنی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ کو نعوذ باللہ ایک جھوٹے انسان کو اپنے غیب سے اطلاع دیتے ہوئے ایک صدی بعد رونما ہونے والے واقعہ سے خبر دے دی جبکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ وہ اپنے سچے رسول کے سوا کسی دوسرے انسان کو اپنے غیب سے مطلع نہیں فرماتا؟ میرا مقصد آپکو منوانا تو نہیں کیونکہ منواتا تو صرف اللہ تعالی ہی ہے جس کی دلوں پر حکومت ہے۔ ہاں میں یہ یقین ضرور رکھتا ہوں کہ اللہ تعالی نے اس پیشگوئی مصلح موعود کے ذریعہ حضرت مرزا صاحبؑ کے مخالفوں پر ایک زور آور حملہ ضرور کر دیا ہے۔ اگر کوئی میری اس بات کو غلط سمجھتا ہے تو اس پر فرض ہے کہ وہ میدان میں اترے اور دلیل کیساتھ (زبانی کلامی نہیں) میرے اس الہی تصور کو غلط ثابت کر کے دکھائے جس میں موعود مصلح کی الہامی تصویر موجود ہے۔ یہ کسی دیوانے کی بڑ نہیں۔ آزمائش شرط ہے۔

”وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول و الاخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۱)

میں آپ سب کو بفضل اللہ تعالی پیشگوئی کے رنگ میں کہتا ہوں کہ قیامت تک لوگ اس ”اعلی انتہائی ہمہ گیر نظریہ“ کو جھٹلا نہیں سکیں گے بلکہ وقت کیساتھ ساتھ اس کی تصدیق ہوتی جائے گی۔ میری کتاب ”غلام مسیح الزماں“ سے حضرت مرزا صاحبؑ کی ایک اور پیشگوئی بھی پوری ہوئی ہے وہ یہ! ”اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔“ (روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

اب آتے ہیں امام مہدی اور مسیح موعود کے قرآنی تصور کی طرف۔ لیکن پہلے جیسا کہ آپ نے مضمون میں لکھا ہے کہ!

”اب اللہ تعالی نے نوع انسانی کو جو شعور کی اس منزل تک پہنچ چکا تھا کہ اسے وہ کامل تعلیم اور ضابطہ حیات عطا کر دیا جائے اور اس سلسلہ رشد و ہدایت کی تکمیل کر دی جائے اس کا فیصلہ کافتہ للناس کے ذریعہ کیا جس کو محمد ﷺ خاتم النبیین کہہ کر ہر آنیوالے کے تصور اور انتظار کو ختم کر دیا“

یہ الفاظ آپ نے دراصل آیت خاتم النبیین کے حوالے سے لکھے ہیں جو درج ذیل ہے۔

﴿ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شئیً علیمًا﴾ (۳۳-۴۱)

ترجمہ۔ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔

اب اللہ تعالی کی اگر اس آیت کریمہ سے مراد ہر قسم کی نبوت و رسالت کا انقطاع تھا تو پھر اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو سورۃ فاتحہ میں یہ دعا کیوں سکھائی ہے؟

اھدنا الصراط المستقیم O صراط الذین انعمت علیھم ۔۔۔۔ O (سورۃ فاتحہ آیات ۶ اور ۷) ترجمہ: ہمیں ہدایت دے سیدھی راہ کی طرف۔ ان لوگوں

کے راستے کی طرف جن پر تو نے انعام کیا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ان انعامات کی تفصیل بھی ایک دوسری جگہ کھول دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں!
﴿ومن یطع اللہ والرسول فاولیک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصلحین و حسن اولیک رفیقًاہ ﴾(۴-۷۰) ترجمہ۔ اور جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔
ان آیات کی روشنی میں نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کا انعام جاری وساری ہے۔ اب آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کوئی شخص محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اپنے نبی ﷺ کی محبت کی بدولت یہ نبوت کی نعمت پالیتا ہے تو اس میں کڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟
آپ فرماتے ہیں۔! ﴿اب اگر اس بات پر یقین کر لیا جائے کہ ابھی کوئی خبر آنی باقی ہے (نبی خبر لانے والے کو کہتے ہیں) تو قرآن (دین) کے نامکمل ہونے کا اقرار کرنا پڑے گا، جبکہ اللہ نے کہہ دیا کہ دین مکمل کر دیا گیا، ﴾ آپ نے یہ الفاظ درج ذیل آیت کے حوالے سے لکھے ہیں۔
﴿الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینًاط ﴾(سورۃ المائدہ آیت:۴) ترجمہ۔ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر میں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارے لیے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔
بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور اس نے دین مکمل کر دیا ہے۔ اب اگر دین کے مکمل ہونے سے یہ مراد لیا جائے کہ اب آنحضرت ﷺ کے بعد کسی رسول کی ضرورت نہیں تو یہ نتیجہ بھی قرآن کریم کی رو سے غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتے ہیں۔
﴿یبنی ادم امایا تینکم رسل منکم یقصون علیکم ایتی فمن اتقی و اصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔﴾(۷-۳۶)
ترجمہ۔ اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح کریں ان کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔
اب جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ دین مکمل ہو گیا ہے اور کسی کے آنے کی ضرورت نہیں تو پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے مبعوث ہونے کی خبر کیوں دی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں تضاد پیدا کر کے نعوذ باللہ جھوٹ بولا ہے؟ امر واقع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ نہیں بولا بلکہ لوگ ہی قرآن کو بدلتے پھر رہے ہیں۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ۔ ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

محترم شیخ صاحب! آپ یہ بھی فرماتے ہیں۔ ﴿اب اگر اس بات پر یقین کر لیا جائے کہ قرآن صرف مجدد، محدث، امام مہدی، قطب، ظلی و بروزی نبی یا مسیح موعود کے سمجھانے سے ہی سمجھ آسکتا ہے تو قرآن کے مبین نہ ہونے کا اقرار کرنا پڑے گا۔﴾
آپ نے یہ الفاظ درج ذیل آیت کے حوالے سے لکھے ہیں۔!
﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتب مبین ﴾(سورۃ المائدہ آیت:۱۶) ترجمہ۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور اور ایک روشن کتاب آچکی ہے۔
قرآن پاک کے نور ہونے اور مبین ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ یہ بات بالکل سچ ہے۔ لیکن یہ بات بھی بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم عام فہم کتاب نہیں بلکہ اسکے کئی بطن ہیں۔ جس طرح کوئی انسان تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرتا جاتا ہے ویسے ہی اس پر قرآن کریم کے مخفی مطالب کھلنے لگتے ہیں۔ اب اگر آپ کے فہم کے مطابق یہ بات مان بھی لی جائے کہ قرآن پاک ایک مبین کتاب ہے اور اسے سمجھانے کیلئے کسی مجدد یا محدث کی ضرورت نہیں تو پھر درج ذیل آیات نعوذ باللہ غلط ٹھہرتی ہیں۔
﴿انہ لقران کریمO فی کتب مکنونٍ O لا یمسہ الا المطھرون O ﴾(۵۶-۷۸،۷۹،۸۰) ترجمہ۔ یقیناً یہ قرآن بہت عظمت والا ہے۔ ایک چھپی ہوئی کتاب میں موجود ہے۔ اسکی حقیقت کو مطہر لوگ ہی پاتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ قرآن عظیم پاک لوگوں پر ہی کھلتا ہے۔ جتنا کوئی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ پاک ہوتا جائے گا اتنا ہی قرآن پاک کے گہرے اسرار اس پر کھلتے جائیں گے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن پاک کی اس وقت سمجھ آتی ہے جب یہ اسی طرح دل پر نازل ہو جس طرح محمد عربی ﷺ کے دل پر نازل ہوا تھا۔ ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے لوگوں کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ پاک کرتا اور چن لیتا ہے اور پھر انہیں اپنے کلام کی باریکیاں سمجھاتا ہے اور وہ لوگ علم لدنی کے ساتھ لوگوں کی بھی راہنمائی کرتے ہیں اور دین میں داخل ہونے والی اور دین کی طرف منسوب ہونے والی غلط باتوں کی اصلاح بھی کرتے ہیں۔

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں۔ ﴿اللہ نے تو یہ اعلان کر دیا مگر ہم نے دوسرے مذاہب کی طرح آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اپنے ہاں بھی ''آنیوالے'' کا عقیدہ وضع کر لیا کہ ہرصدی کے آخر پر ایک مجدد آئیگا، آخری زمانہ میں امام مہدی اور انکے ساتھ حضرت عیسیٰ بھی آسمان سے نازل ہونگے اور پھر اس عقیدہ کی مدد کیلئے ایسی ایسی حدیثیں گھڑی گئیں کہ قرآن کی تعلیم مہجور ہو کر رہ گئی۔﴾

آپ نے یہ الفاظ درج ذیل حدیث کی روشنی میں لکھے ہیں۔

﴿قال رسول الله ﷺ ان الله یبعث لھذہ الامة علی راس کل مائة سنت من یجدد لھا دینھا۔﴾ (سنن ابوداؤد جلد۲ کتاب الملاحم بحوالہ دینی معلومات صفحہ ۱۶) آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی ہرصدی کے سر پر اس امت میں ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اسکے دین کو از سر نو زندہ کرے گا۔

محترم شیخ صاحب! آپ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث جھوٹی اور وضعی ہے اور بعد کے زمانہ میں گھڑی گئی ہے۔ حالانکہ آپکا یہ دعوی غلط ہے۔ یہ حدیث ایک پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اس پیشگوئی نے چودہ صدیاں سچا ثابت ہو کر اس حدیث کی سچائی پر مہر لگا دی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک سچی حدیث کو کسی جھوٹے راوی کی طرف منسوب کریں یا اس کو اپنے پاک سچے نبی ﷺ کی طرف منسوب کریں۔ کوئی سچا مسلمان اس سچی حدیث کو کسی جھوٹے راوی کی طرف منسوب کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس سچی حدیث نے ہمارے پیارے آقا آنحضرت ﷺ کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ کسی مجدد کو ماننا یا نہ ماننا آپکے اختیار میں ہے لیکن ایک سچی حدیث جو کہ ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی اور تواتر معنوی تک پہنچ گئی ہے اس کو کسی جھوٹے راوی کی طرف منسوب کرنا کیا آنحضرت ﷺ اور دین اسلام پر ظلم نہیں ہے؟ آج دین اسلام مخالفوں کی نظر میں پہلے ہی مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا ہے۔ دین کا سچا درد ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اس پر مزید ظلم نہ کریں۔

آخر میں آپکے اصل سوال کی طرف آتے ہیں کہ کیا امام مہدی اور مسیح موعود کا تصور قرآنی ہے؟ بالکل یہ تصور قرآنی ہے۔ جیسا کہ مضمون کے شروع میں قرآن سے ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت اور رسالت ایک جاری و ساری نعمت ہے۔ متذکرہ بالا آیت (۷۔۳۶) میں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو وارننگ دی ہے کہ اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقوی اختیار کریں اور اصلاح کریں ان کو نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ یہ وارننگ بتا رہی ہے کہ نزول قرآن کے بعد بھی کسی نہ کسی رسول نے ضرور آنا ہے اور جو لوگ تقوی اختیار کریں گے اور اصلاح کر لیں گے انہیں کوئی غم نہیں ہوگا۔ اب رسول کیا ہوتا ہے؟ وہ مہدی یعنی ہدایت یافتہ ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالی سورۃ یاسین آیات ۲۱ اور ۲۲ میں فرماتے ہیں۔

﴿وجاء من اقصا المد ینة رجل یسعی قال یقوم اتبعو االمرسلینOاتبعو ا من لا یسئلکم اجرًا وھم مھتدون﴾ ترجمہ۔ اور شہر کے دور کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا اے میری قوم! رسولوں کی اطاعت کرو۔ ان کی اطاعت کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت یافتہ (مہدی) ہیں۔

اسی ضمن میں اپنا ایک واقعہ بھی لکھتا ہوں۔ ۹ جولائی بروز جمعہ میرے ایک مہربان کی ایک (E-Mail) مجھے موصول ہوئی۔ اس میں انہوں نے مجھے کہا کہ آپ اس سوال (کیا امام مہدی اور مسیح موعود کا تصور قرآنی ہے؟) کا جواب لکھیں۔ آپکی یہ ذمہ داری ہے۔ اس پوسٹ کے بعد میں اپنی کم مائیگی اور بے بضاعتی کی بدولت سوچ میں پڑ گیا۔ میں ایک ان پڑھ انسان ہوں میں کسی کو کیا جواب دوں۔ اسی غم کی حالت میں، میں نے حسب معمول تلاوت کلام پاک شروع کر دی۔ جب میں آیت ۲۲ پر پہنچا تو میں نے شدت سے محسوس کیا کہ جیسے یہ آیت مجھ پر ابھی الہام ہوئی ہے۔ یہ آیت اس سے پہلے بھی میں نے کم از کم سیکنڑوں دفعہ تلاوت ضرور کی تھی۔ لیکن جو معانی اس آیت کے اس واقعہ کے بعد مجھ پر کھلے پہلے میرے علم میں نہیں تھے۔ ایسا محسوس ہوا جیسے یہ آیت آج ہی نازل ہوئی ہے۔ میں تو لوگوں سے کہتا ہوں جیسا کہ حضرت مہدی مہوڈ نے بھی فرمایا ہے کہ جب بھی کلام اللہ کو پڑھو تو غم کی حالت میں ڈوب کر تدبر سے پڑھو۔ پھر اس کے مخفی معانی آپ پر کھلیں گے۔ قرآن پاک ایک پوشیدہ خزانہ ہے۔ اس میں ہر خوش بختی کا پھل پایا جاتا ہے۔ عاجزانہ راہیں اختیار کرتے ہوئے اسکی قدر کرو۔ اب ایک دوسرے رخ سے متذکرہ بالا سوال پر غور کرتے ہیں۔

سورۃ فاتحہ ایک عظیم الشان دعا ہے جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سکھائی ہے۔ جو دعا اللہ تعالی بندوں کو سکھائے وہ پہلے ہی مقبول ہوتی ہے۔ اس سورۃ کی آیات ۶ اور ۷ میں اللہ تعالی ہمیں یہ دعا سکھاتا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو سیدھے راستہ کی طرف۔ اور سیدھا راستہ بھی منعم علیہ گروہ کا۔ قرآن کریم کا آغاز ہی مہدی بننے کی دعا سے ہو رہا ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ امام مہدی کا تصور غیر قرآنی ہے۔ اللہ تعالی نے ایک دوسری جگہ منعم علیہ گروہ یعنی ہدایت یافتہ لوگوں کی تفصیل بھی بیان فرما دی ہے یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ یہ سب مہدی ہی ہیں یعنی ہدایت یافتہ لوگ۔ لیکن امام مہدی صرف نبی ہوتا ہے۔ وہ ایسا ہدایت یافتہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالی امام بناتا ہے۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالی حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتے ہیں۔

و جعلنھم ائمةً یھدون بامرنا و اوحینا الیھم فعل الخیرات و اقام الصلوة و ایتاء الزکوة و کانو النا عبدین (۲۱=۷۴)

ترجمہ۔اور ہم نے انہیں ایسے امام بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے اور انہیں اچھی باتیں کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی وحی کرتے تھے۔اور وہ ہمارے عبادت گذار بندے تھے۔

دوسروں کو وہی ہدایت دے سکتا ہے جو پہلے خود اللہ تعالی سے ہدایت پائے یعنی مہدی بنے۔اس آیت سے بھی کامل طور پر ثابت ہوگیا کہ انبیاءؑ دراصل امام مہدی ہوتے ہیں۔ اب جب قرآن پاک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں مہدی بننے کی دعا سکھائی اور مزید یہ بھی فرمایا کہ جو لوگ میری اور میرے رسول ﷺ کی کامل اتباع کریں گے میں انکو امام مہدی بھی بناؤں گا۔تو پھر امام مہدی کے قرآنی تصور ہونے میں کونسا شک رہ جاتا ہے؟ قرآن پاک آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا تھا اور اس کا عرفان پوری امت کے مقابلہ میں بھی آپ ﷺ کا زیادہ تھا۔آپ ﷺ نے قرآن کریم کی روشنی میں ہی اللہ تعالی سے خبر پا کر اپنے بعد ایک امام مہدی کی خبر دی ہے۔اب مسیح موعود کے تصور کی طرف آتے ہیں اور یہ تصور بھی قرآنی ہے۔باقی انبیاءؑ کی طرح حضرت مسیح ناصریؑ بھی فوت ہو چکے ہیں اور یہ حقیقت کلام پاک سے اظہر من الشمس ہے۔اب جس مسیح کی قیامت کے قریب نزول کی خبر قرآن پاک دیتا ہے وہ حضرت مسیح ابن مریم ناصریؑ تو ہو نہیں سکتے۔یقیناً وہ مسیح موعود امت محمدیہ میں سے ہی کوئی فرد ہوگا جو حضرت مسیح ناصریؑ کی خو بو کے مطابق دنیا میں نزول کرے گا۔سورۃ زخرف کی آیات ۵۸ تا ۶۷ میں یہ تفصیل موجود ہے اور خاص کر آیت ۶۲۔'' و انه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون هذا صراط مستقیم ترجمہ۔اور تحقیق وہ (مسیح موعود) البتہ علامت قیامت کی ہے۔پس مت شک لاؤ ساتھ اسکے اور پیروی کرو میری یہ ہے راہ سیدھی'' (ترجمہ از مولانا شاہ رفیع الدین دہلویؒ)۔اس آیت میں اللہ تعالی نے حضرت مسیح ابن مریمؑ کے نزول کو قرب قیامت کی نشانی قرار دیا ہے۔اور آنحضرت ﷺ نے بھی کلام الہی کے اپنے عرفان کے مطابق اللہ تعالی سے علم پا کر اپنی امت کو مسیح ابن مریم کے نزول کی خبر دی ہے۔تو پھر یہ مسیح موعود کے نزول کا تصور قرآنی نہیں تو اور کیا ہے؟ تفکروا وتندمو اواتقوالله ولا تغلوا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں۔هو الذی انزل علیک الکتب منه ایت محکمت هن ام الکتب و اخر متشبهت ط فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة و ابتغاء تاویله و ما یعلم تاویله الا الله و الرسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا و ما یذکر الا اولو الالباب (۳-۸) ترجمہ۔وہی ہے، جس نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے جسکی بعض محکم آیات ہیں جو اس کتاب کی جڑ ہیں اور کچھ اور متشابہ ہیں۔پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو فتنہ کی غرض سے اور اس کو (حقیقت سے) پھیر دینے کیلئے ان (آیات) کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو اس میں سے متشابہ ہیں ۔حالانکہ اسکی تفسیر کو سوائے اللہ کے اور علم میں کامل دستگاہ رکھنے والوں کے، جو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں، سب ہمارے رب کی طرف سے ہی ہے کوئی نہیں جانتا اور عقلمندوں کے سوا کوئی بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔

آخر میں محترم شیخ صاحب! یہ آیت کریمہ بتاتی ہے کہ ہر نبی اور رسول کی زندگی میں محکمات اور متشابہات دونوں ہوتے ہیں۔بعض لوگ متشابہات کو پکڑ لیتے ہیں اور بعض محکمات کو اپنے ایمان کی بنیاد بنا لیتے ہیں۔اپنے اپنے ذوق یا مقدر کی بات ہے۔میں آپ کو اور آپ کی وساطت سے ساری دنیا کو دعوت عام دیتا ہوں کہ اٹھو اور میری کتاب کے حصہ دوم ''الہامی پیشگوئی کی حقیقت'' کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرو لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ تم سب مل کر بھی اس سچائی کو جھٹلا نہیں سکتے کوئی شخص یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس میں میرا بیان کردہ مضمون غیر اہم ہے۔کیونکہ ہر انسان کوئی نہ کوئی مذہب رکھتا ہے۔اور ہر مذہب کا بنیادی اور مرکزی مسئلہ (issue) ذات باری تعالی ہی ہے۔ہر زمانے میں دیگر امور کے علاوہ نبی یا رسول کی بعثت کا بنیادی اور مرکزی کام یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو توحید کا درس دے اور ذات باری تعالی کا عرفان بخشے۔اور آج اللہ تعالی نے یہی خدمت سرانجام دینے کی توفیق اس عاجز کو بخشی ہے اور یہی علمی معجزہ حضرت مرزا صاحبؑ کے مہدی اور مسیح ہونے کا سچا نشان ہے۔

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا مرد حق کی دعا سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

خاکسار

عبدالغفار جنبہ کیل۔جرمنی

۲۵ جولائی ۲۰۰۴ء